سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

# نور افشاں

پادری غلام مسیح صاحب } اسسٹنٹ ایڈیٹر
میکلوڈ روڈ - لاہور

پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب } مینجر
ایم - اے - ایمپرس روڈ - لاہور

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام منیجر صاحب نور افشاں ہونا چاہئے تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کر کے دفتر نور افشاں میکلوڈ روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمایا کریں +

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۴۵ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے - ۳ دسمبر ۱۹۲۶ء | نمبر ۴۹

## جلالی انتقال

### مرحوم و مغفور مقدس پادری احمد شاہ صاحب گیلانی

چوبیسویں نومبر ۱۹۲۶ء کو یعنی بروز چہار شنبہ شام کے دس بجنے کو دس منٹ باقی تھے کہ جناب تقدس مآب کی روح مبارک اِس دارِ فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف پرواز کر گئی۔ جناب کے وصال کے وقت چھ بیٹے تین بیٹیاں اُن کی والدہ ماجدہ ایک داماد و چند دیگر رشتہ دار و احباب موجود تھے۔ باقی احباب و اقارب خبر پا کر دوسرے روز پہنچے اور فقط چند ہی اعزہ و اقارب ایسے تھے جو بہت دور یا دیگر وجوہ سے مجبور ہونے کے سبب جناب کی آخری ملاقات سے محروم رہے۔

جناب کا سن مبارک بانوے سال کا تھا اور قریباً اڑتالیس سال تک آپ جگراؤں میں بشیر و نذیر رہے۔ اِس عرصۂ دراز میں جناب نے جگراؤں کے تمام علاقہ میں ہر طبقہ کے لوگوں کی ایسی وفاداری و خود انکاری سے جسمانی و روحانی خدمت کی کہ ایک عالم کو اپنا ممنون و گرویدہ بنا لیا۔ جناب کے وجود کو تمام قرب و جوار کے باشندے اپنے حق میں خدا کی رحمت و برکت سمجھتے تھے جیسے جناب کا سلوک سب سے بے ریا و مخلصانہ و مشفقانہ تھا ویسے ہی ہر ملت و طبقہ کے لوگ جناب کی حقیقی عزت و تعظیم کرتے تھے۔ اس ناچیز راقم الحروف کو قریباً پچیس سال سے نیاز حاصل تھا اور بارہا ہفتوں جناب کی صحبتِ بابرکت میں رہنے کا موقع ملا لیکن جناب کی زبانِ مبارک سے کبھی کسی کے حق میں کوئی نامناسب کلمہ نکلتے نہ سنا۔ آپ اپنے خداوند کے سچے وفادار و بہادر سپاہی تھے۔ آپکی سیرت زندگی ازبس قابلِ تقلید تھی۔ سب سے نیکی کرنا اور سب کو نیک مشورہ دینا آپکا دستور العمل تھا۔ آپ کے اخلاقِ حسنہ اور اوصافِ حمیدہ کا بیان قصہ ایست دراز لیکن اس امر میں سکوت اختیار کرنا بھی غایت درجہ کی ناشکری اور کتمانِ حق سے کم نہیں۔

جناب مرحوم کی ذاتِ بابرکات کے ہر دلعزیز اور مقبولِ عام ہونے کا ایک کرشمہ یہ دیکھا کہ آپ کی لاشِ مبارک غسل و کفن کے بعد ایک دالان میں رکھی تھی اور جناب کے نورانی چہرۂ مبارک کے دیدارِ آخریں کو از صبح تا شام خاص و عام ایسے اشتیاق اور اس کثرت سے آتے رہے کہ صحن خانہ میں کھڑے ہونے کو مشکل سے جگہ ملتی تھی۔ اگرچہ بیشتر زائرین جناب کے چہرۂ مبارک پر دیر تک چشم دوختہ رہنا چاہتے تھے اور بڑی حسرت سے رخصت ہوتے تھے تو بھی اُن سے درخواست کی جاتی تھی کہ دیر تک کھڑے نہ رہیں تاکہ اوروں کو بھی دیدار کا موقع ملے۔ دن بھر تانتا بندھا رہا اور ہر طبقہ و ہر درجہ کے لوگ جناب کے جمال کے مشتاق ہو کر کھنچے چلے آتے تھے۔ خرد و بزرگ۔ ہندو مسلم۔ زن و مرد کمال ادب سے برہنہ پا ہو کر اور جھک کر تعظیم و تکریم کا اظہار کرتے تھے اور طرح طرح کے کلمات و محاورات میں جناب کے حسنِ خلق اور نیک سلوک کو یاد کرتے تھے۔ اس میں بالکل شک نہیں کہ ہمارے خداوند نے بھی ضرور فرمایا ہوگا۔ "اے میرے وفادار اور نیک خدمتگذار آ میرے آرام میں داخل ہو"۔ غرض ہجوم جناب کے مرقد مبارک تک کم نہ ہوا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ لوگ واپس جانا ہی نہیں چاہتے۔ آخر اُن سے عرض کرنا پڑا کہ اب آپ تشریف لے جائیں +

جناب کے پسماندگان یعنی جناب محترمہ مسز احمد شاہ صاحبہ اور فرزندان و دختران میں سے کسی کے چہرہ سے مایوسی و ہراسانی نمایاں نہ تھی بلکہ سب کے سب آسمانی و روحانی اطمینان سے مطمئن تھے۔ غیر مسیحیوں پر اس کی بھی ضرور تاثیر ہوگی کیونکہ وہ تو اپنے مردوں پر روتے

پیٹتے اور ماتم کرتے ہیں اور اُن کو ثواب پہنچا کر عذابِ ایزدی سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن ہم ان کے سامنے اپنے اس یقین و ایمان کا اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا بزرگ اپنی زمینی زندگی کی خدمت کو وفاداری سے انجام دیکر ابدی آرام و راحت میں داخل ہو کر مبارک درجہ کے ابدی جلال میں شامل ہو گیا ہے اور ہم کو امید ہے کہ اس کے نقش قدم چلکر ہم بھی وہیں جائینگے اور اس کی پاک صحبت میں ہمیشہ شادمان و مسرور رہینگے۔

فی الحال جدائی کا رنج تو ضرور ہے۔ لیکن اس رنج کے ساتھ ہی جب اپنے عزیز کی تمام جسمانی تکالیف کے خاتمہ اور روحانی جلال اور ابدی آرام و اطمینان پر نظر کرتے ہیں تو اپنے دلوں کو خوشی و شادمانی سے لبریز پاتے ہیں۔ لہٰذا اس رنج میں خوشی اور اور غم میں شادمانی کا احساس ہمارے شامل حال ہے۔ اور اسی لئے ہم اس مبارک اور ارتحال کو "انتقالِ پُرملال" نہیں بلکہ **جلالی انتقال** کہتے ہیں۔

## "مبارک ہیں وہ مُردے جو خداوند میں مرتے ہیں"

وہ کون ہے جسکو مرنے پر ایسی عزت اور ایسے جلال کی امید ہو اور پھر مرنے سے ڈرے؟ دنیاوی عزت و حرمت کے القاب و خطابات اس کے مقابلہ میں بالکل ہیچ ہیں۔ کیونکہ "یک دم با خدا بودن بہ از ملکِ سلیمانی" کا مقولہ راست و برحق ہے۔

ہم خدای ذوالجلال کا شکر بجالاتے ہیں کہ اس کے فضل و کرم سے ہمارے عزیز و بزرگ مرحوم و مغفور کی مسیحی زندگی کا ایسا اعلےٰ نمونہ ہمارے لئے موجود ہے۔ اور اس مجیب الدعوات سے دعا ہے کہ ہم کو بھی اسی طرح زندگی بسر کرنے کی طاقت و توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین ٭

نیازمند۔ محمد اسمٰعیل

## غزل

شفا۔ افسر الشعراء خیریں سخن پادری اے۔ آر۔ سیل صاحب بریلوی وارد حال نگینہ ضلع بجنور

سبق عشقِ محبت ہو اورق اول سے آخر تک
ہے خیرانہ بھی اس کا لق و دق اول سے آخر تک

فدا روز ازل سے کیوں نہ تجھ پر ہوں مرے بیٹے
پڑھا تیری محبت کا سبق اول سے آخر تک

زمیں پر آپ آئے پھر بھی ہو گا آپ کا آنا
رہیگا آپ کا نظم و نسق اول سے آخر تک

ترے آگے میں آؤں سرخرو لے داورِ محشر
مرا نہ ہو قیامت میں نہ فق اول سے آخر تک

فراقِ شاد میں کیا پوچھتے ہو ہمدموں مجھ سے
کہ حالِ قلب ہو رنگ شفق اول سے آخر تک

کیا قربان جس نے جان و دل آقا کے قدموں پر
وہی ہو خلد کا بس مستحق اول سے آخر تک

تو الطاف و کرم ہے آج تک ادنیٰ و اعلیٰ پر
نہیں ہو ہمیں شک محبوب حق اول سے آخر تک

دل بیتاب کی میرے تسلی ہو تو کیونکر ہو
کہ سینہ ہجر میں اُنکے ہو شق اول سے آخر تک

خدا کیواسطے جلوہ دکھا کر اے مرے بیٹے
کرو زائل مرا رنج و قلق اول سے آخر تک

تمہارے دم قدم کے نور سے یہ ہو گئے روشن
زمین و عرش کے چودہ طبق اول سے آخر تک

سمجھ سکتے شفا ہم مسئلہ تثلیث کا کیونکر
سراسر ہے یہ مضمون ادق اول سے آخر تک

---

## غزل

میں بندہ ہوں ل ہے تمہارا مسیحا
گنہ سے بچاؤ خدارا مسیحا

مری آنکھ کا بس ہے تارا مسیحا
مجھے سب سے زیادہ ہو پیارا مسیحا

نجات اُسکو فوراً ہی حاصل ہوئی
پڑھا جس نے کلمہ تمہارا مسیحا

شہنشاہ ہر دو جہاں بس تم ہی ہو
ہے سبکو تمہارا سہارا مسیحا

مری مشکلیں ساری ہوں دم میں آساں
تمہارا اگر ہو اشارا مسیحا

بلالو مجھے جلد خدمت میں اپنی
نہیں یہ جدائی گوارا مسیحا

تمہارے تصور میں ہم دیکھتے ہیں
بہشت بریں کا نظارا مسیحا

کریگا دم نزع بھی دستگیری
خدا کا وہ بیٹا دلارا مسیحا

رضا خوف کیا ہم کو روزِ جزا کا
کہ مشکل کشا ہے ہمارا مسیحا

سید رضا حسین

## روح سے معمور زندگی

گذشتہ سے پیوستہ

(۳) پولس رسول کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ اُن کی تبدیل پہلے ہو چکی تھی۔ لیکن روح القدس اس پر اس وقت نازل ہوا جب حننیاہ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھے اعمال ۹: ۱۷۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ حننیاہ کون تھا جس کے ہاتھ رکھنے سے ایک بڑے رسول پر روح القدس نازل ہوا۔ تو غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حننیاہ کوئی نامور شخص نہ تھا۔ لیکن اس کے ذریعہ سے پولس رسول کو نئے عہد کی اعلےٰ بخشش ملی۔ اگرچہ یہ گمنام سا آدمی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن بڑا ایماندار شخص تھا گو ہم اس کی بابت چنداں بہت نہیں جانتے۔ لیکن اُس نے وہ کام کیا جو مقدسوں کا ہی کام ہوتا ہے۔ زمانہ حال میں بھی ہو سکتا ہے کہ کسی پولس ثانی کے لئے کوئی گمنام آدمی برکت کا باعث ٹھہرے۔

(۴) اعمال ۱۹: ۱ سے ۷ کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ افسس میں بارہ اشخاص مسیحی تھے وہ ایمان لائے۔ لیکن اس وقت تک ان پر روح القدس نازل نہ ہوا تھا۔ جب تک پولس رسول اُن کے پاس نہ گیا۔ رسول کا پہلا سوال ان سے یہی تھا کہ کیا تم جب سے ایمان لائے روح القدس کی معموری حاصل ہوئی۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ رسول نے محسوس کیا کہ اگرچہ یہ لوگ ایماندار ہیں۔ لیکن ممکن ہے کہ روح القدس اُن پر نازل نہ ہوا ہو۔ جیسا رسول کو محسوس ہوا ویسا ہی اُس نے پایا۔ (دیکھو صفحہ ۱۱)



# نور افشاں

مطبوعہ ۳ دسمبر ۱۹۲۶ء

## مسیحی عقیدہ اور طرزِ عمل

ہر ملت و مذہب کے لوگ اپنے اپنے مذاہب کی بابت عقائد رکھتے ہیں۔ اُن عقائد کے موافق وہ اپنے طرزِ عمل کو اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اُن کے طرزِ عمل اُن کے مذہب کا آئینہ خیال کئے جاتے ہیں۔ پس طرزِ عمل ہی وہ چیز ہے جو کسی مذہب کے بھلے یا بُرے ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔ صرف عقائد سے کسی مذہب کی غایت و غرض پوری نہیں ہو سکتی ہے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس کا انکار کوئی مذہب والا نہیں کر سکتا ہے۔

اس سے سب سے پیشتر یہ بات قابلِ قدر ہماری آگاہی میں آتی ہے کہ مذہبی عقائد جس قدر اعلےٰ اور افضل و مکمل ہوں اسی قدر اچھا ہے۔ کیونکہ اُن سے انسان کا اعلےٰ و افضل و مکمل طرزِ عمل پیدا ہوگا۔ کیونکہ ہمارے عقائد ہی عملی لباس پہن سکتے ہیں۔ جو عقیدہ کسی شخص کے علم و آگاہی میں نہیں وہ ہرگز ہمارے طرزِ عمل میں رونما نہیں ہو سکتا ہے۔ پس جو کچھ انسانی طرزِ عمل میں ظاہر ہوتا ہے خواہ وہ بھلا ہو یا بُرا وہ سب کچھ ہمارے عقائد کا ترجمان ہے۔

ہم مسیحی اس بات کے معتقد ہیں کہ سب سے افضل و اشرف مذہب مسیحیت ہے۔ اس وجہ سے سب عقیدوں سے بڑھ چڑھ کر عقیدے صرف مسیحیوں کے ہیں اور ایسا ہونا بھی چاہئے کیونکہ ہم نے مسیحیت کو دنیا کے دیگر جملہ مذاہب سے افضل و برتر پایا ہے۔ اس وجہ سے مسیحیت کی بابت ہمارے مسیحی عقائد کا اعلیٰ و ارفع ہونا ایک لازمی امر ہے۔

لیکن بہت تھوڑے انسان ہیں جن کو مسیحی عقائد سے پوری واقفیت ہے اور مسیحیت سے پوری آگاہی ہے وہ مسیحی ہی کہلاتے ہیں جو مختلف عقائد اور نظام کے معتقد ہیں وہ مسیحی ہی کہلاتے ہیں جو بائبل مقدس کی تفسیر و تشریح میں اختلاف رکھتے ہیں وہ مسیحی ہی کہلاتے ہیں جو عہدِ قدیم کو مسیحیت کی اشاعت میں روک خیال کرتے ہیں مختلف عقائد رکھنے کا لازمی نتیجہ مختلف طرزِ عمل کا پیدا ہونا تھا جس سے مسیحیت کو فائدہ کی بجائے نقصان پہنچا اور پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

اختلافِ عقائد کو اگر ہر اعتبار سے درست تسلیم کر لیا جائے تو بھی ہمارے روبرو یہ سوال عقائد کو اپنے طرزِ عمل میں رونما کرنے کا باقی رہ جاتا ہے۔ ہم دنیا کے روبرو اپنے عقائد کو عملی لباس پہنانے کے لئے مجبور ہیں۔ اس پر ہم اپنے ناظرین کے خیالات دیکھنا چاہتے ہیں۔ امید ہے کہ قارئین کرام اس پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار فرمائینگے۔

---

## شدھی مشن کی نئی کامیابی

ہندو قوم کی بیداری ہند کی کسی دوسری قوم کے لئے معنے خیز ہو نہ ہو پر ہند کے غیر محفوظ اور بکھرے ہوئے لاعلم مسیحیوں کے لئے ضرور معنے خیز ہوگی۔ ہندوستانی اور یورپی مسیحیوں نے ان کی محافظت کا کوئی انتظام نہ فرمایا۔ انہیں مطلع و بیکس چھوڑتے گئے۔ انہیں جماعتی حفاظت نصیب نہ ہوئی۔ انہیں مذہبی تعلیم دینا دشوار امر بنا رہا۔ خود ہند کے قابل مسیحیوں نے ان کی دینی اور دنیوی بہبودی کے لئے کچھ کر کے نہ دکھایا۔ وہ غریب و غیر محفوظ عیسائی سینچی کھیتی ڈونگر کھائیں کے مصداق بنے رہے۔ فرقہ بندیوں نے اور بھی ہماری مشکلات بڑھا رکھی ہیں کہ حاجتمند مسیحیوں کی طرف سے لاپروائی اور بھی بڑھ گئی ہے۔ ایسی ایسی غفلتوں اور کوتاہیوں کا نتیجہ بیشتر اخبار کے کالموں میں ظاہر ہو چکا ہے اور آج ایک اور نتیجہ ملاحظہ ہو۔ بندے ماترم لاہور مطبوعہ ۲۶ نومبر ذیل کی خبر وحشت اثر شائع کرتا ہے۔

"بنگال میں دس ہزار عیسائیوں کی شاندار شدھی شدھ شدگان کو گفتری ورن دیا گیا اور اُن کے ناموں کے ساتھ لفظ "سنگھ" لگا گیا۔ شدھی کے بعد بیس ہزار اشخاص کا شاندار پریتی بھوجن ہوا۔ یہ عظیم الشان شدھی بوگرہ (شمالی بنگال) میں ۲۲ نومبر کے روز عمل میں لائی گئی ہے۔" اس خبر پر تنک و شبہ کرنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی ہے۔ اگر ہندوستان کے مسیحی اپنے مذہبی عقائد میں ایسے ہی بودے اور اپنی معلومات کے ایسے ہی ناقص ہیں کہ وہ ہزاروں کے شمار سے مسیحیت کو آسانی سے چھوڑ سکتے ہیں تو ہند کی مغربی سوسائٹیوں کو چاہئے کہ وہ پچاس لاکھ ہندی عیسائیوں کی ہستی پر فاتحہ درود پڑھنے کو تیار ہو جائیں۔ کیونکہ کسی کو علم نہیں کہ اس شمار میں کتنے اور ہیں جو شدھی مشن کا راستہ دیکھ رہے ہیں! ہمیں یقین ہے کہ ہمارے مسیحی ایسی خبروں کی پشہ برابر پروا نہ کرینگے۔ بھلا پروا کرنے کی ضرورت بھی کیا ہے۔ عیسائی ہندو ہی بن رہے ہیں۔ پہلے بھی ہندو ہی تھے۔

---

**ہوشیار پور ۲۵ نومبر۔** دیانند دلت ادھار منڈل کے پردھان اطلاع دیتے ہیں کہ لالہ رلیجی لال اپدیشک کی کوششوں کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ تقریباً ۱۵۰ عیسائی جو بھنگی تھے۔ لیکن عیسائی مذہب قبول کر لیا تھا۔ ہندو دھرم میں واپس آگئے ہیں۔ پنجاب میں اس طرح کے ۳ لاکھ عیسائی ہیں جو ہندو دھرم میں واپس آ سکتے ہیں۔ بشرطیکہ پوری کوشش کی جائے۔ (سورا جیہ ۲۶/۱۱ ۳۰)

## ہمدم پریس لکھنؤ میں آتشزدگی

**لکھنؤ ۲۰ نومبر۔** ہمدم پریس کی موٹر میں آگ لگ جانے اور اس کے شام تک درست نہ ہونے کی وجہ سے ۲۰ نومبر کا پرچہ نہیں چھپ سکا۔

(بندے ماترم)

---

## مشہور ہوا باز الیین کا بہم کی گمپنی

**لنڈن ۲۳ نومبر۔** ایک پرائیویٹ کمپنی بنام کابہم ایوی ایشن لمیٹڈ انگلینڈ میں رجسٹر کرائی گئی ہے یہ کمپنی ہوائی جہاز تیار کرانے اور فروخت کرنے کا کام کریگی۔ اسکا زر اصل بالکل برائے نام یعنی ایک ہزار پونڈ ہے۔

(ر)

# دُعا کے اقسام

(۱) **رسمی یا معمولی طریقہ**۔ اس میں دعا کنندہ محض مقررہ الفاظ دہرایا کرتا ہے۔ جنکا دل سے تعلق نہیں ہوا کرتا

(۲) **جلدی بغیر سوچے سمجھے دعا کرنا**۔ جیسے عموماً بچے کیا کرتے ہیں۔ ایسی دعا صرف فرض ادا کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ دلی خوشی اور اطمینان کے حصول کے لئے نہیں ہوتی۔

۳۔ **خود غرضانہ طریق کی دعا**۔ اس میں دعا کنندہ صرف اپنی پسند کی اور اپنی خوشی اور سلامتی کی چیزیں خدا سے مانگا کرتا ہے۔ جس سے اسے زندگی کی بے فکری اور آرام ملے۔

(۴) **بے اعتقادی کی دعا**۔ اس میں دعا مانگنے والے کے دل میں نہ تو دعا کی قبولیت کا ایمان ہوتا ہے اور نہ مانگی ہوئی چیزوں کی بابت ایمان کے ساتھ انتظاری کی جاتی ہے۔ نہ خدا کے وعدوں پر اعتقاد و ایمان ہوتا ہے۔ دعا مانگی اور چھٹی ہوئی۔ کوئی چیز مل گئی تو بہتر نہ ملی تو خیر۔

(۵) **بد تمیزی کی دعا** جس میں دعا کرنے والا بغیر کسی سنجیدہ خیال اور سوچ وچار کے دعا کرتا ہے۔ وہ جانتا نہیں ہوتا ہے کہ کیا مانگنا اور کیا نہیں مانگنا۔

(۶) **خیال و تمیز کے ساتھ دعا**۔ اس میں دعا کنندہ نہایت سمجھ اور تمیز کے ساتھ خدا کی طرف رجوع ہوتا ہے۔ وہ خدا اور اپنے باہمی رشتہ کو سمجھ کر اس سے کچھ مانگا کرتا ہے۔

(۷) **سرگرم دعا**۔ ایسی دعائیں ایماندار کی خدا کے ساتھ کشتی کہلاتی ہیں۔ ایماندار تب تک دعا میں لگا رہتا ہے جب تک اُسے مانگی ہوئی نعمتوں کے حصول کا یقین نہ ہو جائے۔

(۸) **پر بھروسہ دعا**۔ اس میں ایماندار وقت اور جگہ کی قید سے آزاد ہو کر رفاقت الٰہی میں گمن اور مسرور رہنے کے لئے دعا میں لگا رہتا ہے۔ اُسکی دعا خدا سے کلام کرنا ہوتی ہے۔

(۹) **روحانی طریق کی دعا**۔ یہ ایماندار کا باطنی مکالمہ ہے جس کے ظاہری آداب وغیرہ کا کسی دوسرے کو کچھ علم نہیں ہوتا ہے۔ اس میں ایماندار کا میلان روح القدس کی ہدایت کی طرف رہتا ہے۔ وہ اُسکی رفاقت میں جینا ہی اپنی خوشی خیال کرتا ہے۔

(ڈاکٹر آر بن)

---

# مسیحی سیرت

ہم مضمون نگار صاحب کو اس مضمون کے لئے مبارکباد کہتے ہیں۔ ایڈیٹر۔

مسیحی سیرت کا نمونہ مسیح کی اپنی سیرت ہے۔ ہم ذرا تھوڑی دیر کے لئے مسیح کی وہ سیرت جو کہ خاص طور پر مسیحی ہیں غور کریں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کی سیرت میں اس قسم کے چار اوصاف پائے جاتے تھے اور ان میں ایک صفائی یا پاکیزگی تھی۔ اور ہم اس کو ایک خاص صفت کہتے ہیں کیونکہ یسوع صرف ایک بے داغ شخص ہی نہیں تھا بلکہ وہی ایک ایسا شخص تھا جسکی طرف تزکیہ باطنی اور پاکیٔ سیرت کے الفاظ منسوب کئے جا سکتے ہیں۔ مسیح ہی وہ شخص ہے جس نے نیکی میں ایسا جوش بھر دیا ہے۔ جسکے سامنے نہ صرف بدی پرے ہی لگتا ہے بلکہ وہ اس طرح جلجاتی ہے جیسے آگ سے کوئی چیز۔ وہی وہ شخص ہے جس نے اخلاقی ماہیت کو ایسے نور سے بھر دیا ہے کہ اس کی تاب نہیں لائی جا سکتی اور اُسے پاکیزگی کی آگ سے بالکل روشن کر دیا ہے۔ اُس نے نیکی کو ایک نئی چیز بنا دیا ہے۔ چونکہ روح کی صفائی کے لئے بمنزلہ ایک جذبہ کے ہے۔ اُس نے اپنے لوگوں کو یہ دعا مانگنی سکھائی۔ "اے خدا تو ہمارے دلوں کو ہمارے باطن میں صاف کر"۔ اس لئے عزیزو ہمیں اپنے دلوں کو شفاف پانی کی طرح چمکیلا رکھنا چاہئے۔ جس میں سے کہ نیکی کا عکس نظر آئے۔ چنانچہ مسیح نے اپنے تجربے سے کہا کہ مبارک وہ ہیں جو دل کے صاف ہیں۔ کیونکہ وہ خدا کو دیکھینگے

دوسری خاص صفت مسیح کی سیرت میں محبت تھی۔ اس بات کی شناخت میں کہ محبت کیا ہے اور کہ اُسے انسانی زندگی میں کیا جگہ ملنی چاہئے مسیح ہی کے ساتھ دنیا میں آئی۔ اس سے پہلے کبھی اس بات کا مطلب کسی نے نہ سمجھا تھا۔ یہ نہیں کہ انسان کو محبت کا پتہ ہی نہ تھا۔ بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ مسیح نے اُسے وسیع کر دیا۔ ایسا گہرا بنا دیا اور ایسی بلندی پر پہنچا دیا کہ گویا بالکل ایک نئی بات پیدا کر دی اور اُسے ایک عالمگیر چیز بنا دیا۔ پہلے وہ ایک محدود سی چیز تھی۔ یسوع نے ہمیں یہ بتلا دیا ہے کہ محبت سب بنی آدم سے کرنی چاہئے مسیح کی محبت جوش سے بھری ہوئی تھی اور جس محبت سے اُس نے محبت کی وہ اس کے دل کی محبت تھی۔ اس کے ہر کام اور اظہار میں گویا اُس کے دل کا خون حرکت کرتا تھا۔ وہ اس محبت کے سبب سے جو وہ بنی آدم کے لئے رکھتا تھا اُن کی بھلائی کے لئے تڑپا کرتا تھا۔ اُن کے لئے دعا کیا کرتا تھا۔ اُن کے لئے محنت کیا کرتا تھا اور آخر کار اُن کے لئے اُس نے اپنی جان بھی دیدی۔ عزیزو دیکھیں کہ یہ واقعی میں ایک نئی محبت تھی جو پہلے پہل کرسمس کے دن یعنی دسمبر ۲۵ تاریخ کو اس دنیا میں آئی اور اس نے اس محبت کو جو کہ عالمگیر تھی دستور العمل ٹھہرایا۔ دنیا نے اس قسم کی محبت کو آگے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اور یہ محبت کا تصور واقعی نیا تھا۔ تیسری خصوصیت یسوع کی سیرت کی معافی تھی۔ البتہ یہ صفت محبت سے ہی پیدا ہوتی ہے لیکن ضروری ہے کہ ہم اس پر بھی علیحدہ روشنی ڈالیں۔ کیونکہ یہ صفت ایک تبدیلی ہے۔ جو گو باقی سب تبدیلیوں سے جو اُس نے عالم اخلاق میں پیدا کیں بڑی تو نہیں تاہم ایسی خاص اور اُبھری ہے کہ سب سے ممتاز ہے اگر ہم غور سے دیکھیں تو ہمیں معلوم ہو جائیگا کہ گو اس معافی کے تصور سے متقدمین واقف تھے۔ مگر عملی اظہار کی توقع کسی سے نہیں کی جاتی تھی۔ لیکن مسیح نے اُسے عمل کی بات بنا دیا۔ وہ کینے اور بغض کی کدورت کو دل میں جمع نہ کرتا تھا۔ وہ اُن باتوں کو جو صلح کی مخالف ہوتی تھیں اپنے دل میں جگہ نہیں دیتا تھا۔ اور

صرف یہی نہیں۔ بلکہ وہ اُس طبیعت کے ساتھ زندگی بسر کرتا تھا جو اُس دعا سے ٹپکتی ہے۔ جو اس نے صلیب پر اپنے دشمنوں کے لئے مانگی "اے باپ ان کو معاف کر کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ وہ کیا کرتے ہیں"۔ معافی کے اس قانون نے بنی آدم پر ایسا اثر کیا ہے کہ عموماً خیال کیا جاتا ہے کہ اگر اس صفت کو مسیحی اخلاق کا کل طریق نہ کہیں تو کم از کم اتنا ضرور کہہ سکتے ہیں کہ وہ مسیحی اخلاق کا بنیادی حصہ ہے۔ اور اگر مسیحی طبیعت کا ذکر کیا جائے تو اُس سے عموماً معاف کرنے والی طبیعت مراد ہوتی ہے۔ اس لئے دوستو آپ دعا کریں کہ مسیح کے فضل سے ہر ایک میں ایسی طبیعت پیدا ہو جائے۔ پر ایک اور صفت بھی ہے جو مسیح کی سیرت میں پائی جاتی ہے۔ وہ بھی ایسی ہی نئی اور خاص ہے جیسی کہ اور صفات ہیں اور وہ فروتنی ہے۔ یہ صفت اُسکی زندگی میں بڑا اعلےٰ رتبہ رکھتی تھی۔ اس میں کیا شک نہیں کہ فروتنی ایسی صفت ہے جو اپنے تئیں ظاہر نہیں کرتی۔ لیکن ہم کو خود ظاہری فروتنی اور اصل فروتنی میں تمیز کرنی چاہئے۔ دیکھیں باوجودیکہ وہ ایک بڑا اُستاد تھا۔ تاہم وہ آدمیوں کے درمیان ایسا تھا جیسا خادم۔ اُس کا غریبوں اور بیماروں اور ہر ایک پست حال کے ساتھ تعلق تھا۔ لوگ کہتے تھے کہ یہ گنہگاروں کا یار ہے۔ یہ مسیح کا حلم تھا اور یہ گویا حقیقی عظمت اور بڑائی کا ایک مکاشفہ تھا۔ مسیح قدرت رکھتا تھا۔ مگر اُس نے اُس قدرت کو ایک فروتن خدمت سے بپتسمہ دے رکھا تھا۔ گو وہ تمام دنیا کا بادشاہ تھا تاہم وہ اپنے ماتحتوں کے درمیان بھی ایک حقیر آدمی تھا۔ گو وہ خداوند تھا تاہم وہ خادم تھا اور ایسا بنکر اُس نے ہمیں زندگی کی حقیقی عظمت اور حشمت سے آگاہ کر دیا۔ اس لئے دوستو ہمیں اس کا شکر گذار ہونا چاہئے۔ اور دعا کرنا چاہئے کہ ہمارے دلوں میں بھی اس جیسا نمونہ پیدا ہو جائے۔

خاکسار۔ ڈکٹر۔ سی۔ راہبن
طالب علم۔ گارڈن کالج

---

نور افشاں کے کرسمس نمبر کے لئے عمدہ عمدہ مضامین بھیجئے۔

# قصور میں مسیحی بشارتی جلسے

## نمبر دوم

**یہ کلام مُترقّی ہے۔** چنانچہ عبرانی ۱:۱ میں مرقوم ہے کہ اگلے زمانہ میں خدا نے باپ دادوں سے حصہ بحصہ اور طرح بطرح نبیوں کی معرفت کلام کر کے اس زمانے کے آخر میں ہم سے بیٹے کی معرفت کلام کیا۔

پھر عبرانی ۵: ۱۲ سے ۱۴ میں مندرج ہے کہ وقت کے خیال سے تو اُستاد ہونا چاہئے تھا۔ مگر اب اس بات کی حاجت ہے کہ کوئی شخص خدا کے کلام کے ابتدائی اصول تمہیں پھر سکھلائے۔ اور سخت غذا کی جگہ تمہیں دودھ پینے کی حاجت پڑ گئی۔ کیونکہ دودھ پیتے ہوئے کو راستبازی کے کلام کا تجربہ نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ وہ بچہ ہے اور سخت غذا پوری عمر والوں کے لئے ہوتی ہے۔ جن کے حواس کام کرتے کرتے نیک و بد میں امتیاز کرنے کے لئے تیز ہو گئے ہیں۔ عبرانی ۶:۱ پس آؤ مسیح کی تعلیم کی ابتدائی باتیں چھوڑ کر کمال کی طرف قدم بڑھائیں۔

پھر اکرنتھیوں ۳: ۱ اور ۲ و ۳۔ اے بھائیو میں تم سے اس طرح کلام نہ کر سکا جس طرح روحانیوں سے بلکہ جیسے جسمانیوں سے اور اُن سے جو مسیح میں بچے ہیں میں نے تمہیں دودھ پلایا اور کھانا نہ کھلایا۔ کیونکہ تم کو اُسکی برداشت نہ تھی بلکہ اب بھی برداشت نہیں۔ کیونکہ ابھی تک جسمانی ہو۔

ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ دودھ سے مراد ابتدائی اصولی باتیں ہیں اور سخت غذا سے مراد انتہائی روحانی باتیں ہیں۔ پس کلام الٰہی میں کل ابتدائی اور انتہائی باتیں موجود ہیں اور وہ سب باہم مل کر کامل بنتی ہیں۔

یوحنا کی انجیل کے ۱: ۱۷ سے معلوم ہوتا ہے۔ ابتدائی اصولی باتیں شرع کہلاتی ہیں۔ جو موسےٰ کے وسیلے سے ملیں۔ اور انتہائی روحانی باتیں فضل کہلاتی ہیں جو مسیح سے پہنچیں۔ پہلے ابتدائی اصولوں کو جسمانی احکام اور دوسری انتہائی روحانی باتوں کو روحانی شریعت کہا گیا ہے۔ پہلی شرع غسل طہارت اور احکام اوامر و نواہی پر موقوف تھی۔ لیکن مسیح نے اس جسمانی شریعت کو پورا کیا۔

چنانچہ لکھا ہے کہ وہ خیمہ موجودہ زمانے کے لئے ایک مثال ہے۔ اور اس کے موجب ایسی نذریں اور قربانیاں گذرانی جاتی تھیں جو عبادت کرنے والے کو دل کے اعتبار سے کامل نہیں کر سکتیں۔ اس لئے کہ وہ صرف کھانے پینے اور طرح طرح کے غسلوں کی بنا پر جسمانی احکام ہیں۔ جو اصلاح کے وقت تک مقرر کئے گئے۔ لیکن جب مسیح آئندہ کی اچھی چیزوں کا سردار کاہن ہو کر آیا۔ تو اس بزرگ تر اور کامل تر خیمے کی راہ سے جو ہاتھوں کا بنا ہوا یعنی اس دنیا کا نہیں اور بکروں اور بچھڑوں کا خون لیکر نہیں بلکہ اپنا ہی خون لیکر پاک مکان میں ایک ہی بار داخل ہو گیا اور ابدی خلاصی کرائی۔ عبرانی ۹: ۹-۱۲۔

پھر خداوند مسیح نے فرمایا کہ یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلیگا جب تک کہ سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔ متی ۵: ۱۷ و ۱۸

پھر لکھا ہے کہ شریعت مسیح تک پہنچانے کو ہمارا اُستاد بنی تاکہ ہم ایمان کے سبب سے راستباز ٹھہریں۔ گلتیوں ۳: ۲۴۔ پھر لکھا ہے کہ ایمان کے بانی اور اسکا مل کرنے والے یسوع کو تکتے رہیں۔ عبرانی ۱۲: ۲۔

پس مندرجہ بالا آیتوں سے ثابت ہوا کہ تہذیب ظاہر یعنی توریت۔ تہذیب باطن یعنی انجیل میں ہو کر تکمیل پاتی ہے۔ یعنی توریت کی تہذیب ظاہر کو انجیل کی تہذیب باطن ہی پایۂ تکمیل تک پہنچاتی ہے۔ اور اس کے لئے یہ بائبل کسی اور دوسری کتاب کی محتاج نہیں۔ بلکہ بجائے خود کامل ہے اور اسکو کامل کرنے والا مسیح ہے۔

پھر یرمیاہ نبی کے ۳۱: ۳۱ تا ۳۴ میں لکھا ہے کہ دیکھ وہ دن آتے ہیں۔ خداوند کہتا ہے کہ میں اسرائیل کے گھرانے اور یہوداہ کے گھرانے کے ساتھ نیا عہد باندھونگا اُس عہد کے موافق نہیں جو میں نے باپ دادوں سے کیا۔ جس دن میں نے اُن کی دستگیری کی تاکہ انہیں ملک مصر سے نکال لاؤں۔ اور انہوں نے میرے اس عہد کو

توڑا۔ اور میں نے انہیں ترک کر دیا۔ خداوند کہتا ہے بلکہ یہ وہ عہد ہے جو میں اسرائیل کے گھرانے سے کرونگا اُن دنوں کے بعد خداوند فرماتا ہے کہ میں اپنی شریعت کو اُن کے اندر رکھونگا۔ اور اُن کے دل پر اُسے لکھونگا۔ اور میں اُنکا خدا ہونگا اور وہ میرے لوگ ہونگے۔ اور ہر ایک اپنے پڑوسی اور اپنے بھائی کو یہ کہکے نہ سکھائیگا۔ کہ خداوند کو پہچان۔ کیونکہ چھوٹے سے بڑے تک وہ سب مجھے جانینگے۔ خداوند کہتا ہے کہ میں اُن کی بدکاری کو بخش دونگا اور اُن کے گناہ کو یاد نہ کرونگا۔

اس کے مطابق خداوند مسیح نے فرمایا کہ یہ عہد کا میرا وہ خون ہے۔ جو بہتیروں کے لئے گناہوں کی معافی کے واسطے بہایا جاتا ہے متی ۲۶: ۲۸۔ پس اس بات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ انجیل تکمیل شریعت ہے۔ پرانا اور نیا عہدنامہ ملکر ایک کامل کتاب بنتی ہے۔

**کامل کتاب عام فہم ہونی چاہئے۔** اگر کامل کتاب عام فہم نہ ہوگی اور اس میں مغلق فقرے۔ ذومعنی کلمات اور معمے اور چیستان اور پہیلیاں ہوں۔ تو عوام الناس کی سمجھ میں نہیں آئیگی۔ اس کے لئے یہ کتاب معمائے لاینحل ہوگی۔ ظاہر ہے کہ فلاسفروں کی فلاسفی اور ان کے منطقے بچوں کے لائق نہیں ہوتے۔ کیونکہ وہ اُن کو سمجھ ہی نہیں سکتے پس مفید علم وہی ہوتا ہے جو طلاب کی قابلیت کے مطابق ہو۔ پس اسی طرح کلام الٰہی جو کامل ہونے کا دعوے رکھتا ہے۔ آدمی کے فہم سے بعید اور معمائے لاینحل کی قبیل سے نہ ہونا چاہئے۔ بلکہ سادہ۔ صاف لفظوں میں۔ تاکہ ہر ایک بچے سے لیکر فلاسفر تک اسکو آسانی سے سمجھ سکے۔

چنانچہ زبور ۱۱۹: ۱۳۰ میں لکھا ہے کہ تیرے کلام کا مکاشفہ روشنی بخشتا ہے۔ وہ سارے سادہ لوگوں کو فہم عنایت کرتا ہے۔

پھر زبور ۱۹: ۷ و ۸ میں لکھا ہے کہ خداوند کی توریت کامل ہے کہ دل کے پھیرنے والی ہے۔ خداوند کی شریعتیں سیدھی ہیں کہ دل کو خوشی بخشتی ہیں۔ خداوند کا حکم صاف ہے کہ آنکھوں کو روشن کرتا ہے۔

**بائبل جو کہ کامل کتاب ہے اسکے دو حصے ہیں۔** (۱) جسمانی تہذیب (۲) روحانی تہذیب۔

(۱) **تہذیب ظاہر** یعنی جسمانی تہذیب میں بھی یہ کتاب کامل ہے۔ کیونکہ اس میں ایسی کامل شرائع بیان کی گئی ہیں۔ کہ کسی دوسری کتاب کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ مثلاً

(۱) حلال و حرام کی کامل تشریح احبار ۱۱ باب

(۲) رشتہ داریوں کا کامل بیان کہ کوئی تفصیل بات نہیں چھوڑی۔ احبار ۱۸: ۶ سے ۱۹۔

(۳) عورتوں کی بابت۔ احبار ۲۰: ۱۰ سے ۲۱ و استثنا ۲۲: ۱۳ تا ۳۰۔

(۴) الٰہی احکام۔ خروج ۲۰ باب و استثنا ۵: ۶ سے ۲۱۔

(۵) کاہنوں اور بادشاہوں کے لئے۔ استثنا ۱۷: ۸ سے ۲۰ و ۱۹ و ۲۰ باب

(۶) احکام طہارت۔ خروج ۳۰: ۱۷-۲۱ و خروج ۴۰: ۳۰ تا ۳۱۔ احبار ۱۴: ۷ و ۸ و ۹ و ۴۷ و احبار ۱۵ باب کل و احبار ۱۶: ۵ او ۱۶ و احبار ۲۲: ۴-۱۶

(۷) مختلف بدکاریاں۔ استثنا ۲۲: ۱۳ سے ۳۰۔

(۸) مکروہ اشیاء۔ ۱۴: ۱ - ۲۱ -

(۹) میراث کی تقسیم کے احکام۔ استثنا ۲۱: ۱۵ سے ۱۷ وغیرہ وغیرہ

(۱۰) بت پرستی کی قطعی ممانعت۔ استثنا ۴: ۱۴ سے ۱۹ و ۱۳: ۶ سے ۱۸ و خروج ۲۰: ۴ و احبار ۲۶: ۱ وغیرہ وغیرہ۔

(۱۱) خدائے واحد کی تعلیم۔ خروج ۲۰: ۳ و استثنا ۵: ۷ و ۶: ۴ وغیرہ وغیرہ۔

(۱۲) مختلف جرموں کی سزا۔ استثنا ۱۱: ۲۶ سے ۳۲ و استثنا ۲۸ باب کل وغیرہ وغیرہ۔

(۱۳) دہیکیوں کی بابت احکام۔ استثنا ۱۴: ۲۲ سے ۲۹ وغیرہ وغیرہ۔

(۱۴) کفارہ کے احکام۔ احبار ۱: ۷ سے آخر تک۔ و استثنا ۱۲: ۱ سے ۲۸ وغیرہ وغیرہ۔

الغرض تہذیب ظاہری یعنی جسمانی شریعت کامل ہے اور ایسی کامل ہے کہ اس کے بعد کسی کتاب کی گنجایش ہی باقی نہیں رہتی۔ اور نہ کوئی کتاب اس بارے میں اس کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ دیگر تمام مذہبی کتابیں اس کے مقابلہ میں پاسنگ بھی نہیں ہیں۔ مقابلہ کر کے دیکھ لو۔

(۲) **تہذیب روحانی**۔ جسمانی تہذیب سے آگے بڑھکر انجیل میں روحانی تہذیب یعنی تہذیب باطن کا ایسے کامل طور سے ذکر کیا گیا ہے۔ کہ اس سے بہتر کبھی خیال میں ہی نہیں آسکتا۔ چنانچہ

خدا کو سب باتوں میں اول درجہ دینا اور اُسکو اپنے سارے زور اور اپنی ساری عقل سے پیار کرنا اور دوسروں سے نیک برتاؤ کرنا بلکہ اپنی مانند پیار کرنا۔ اور اپنے ارادوں اور دلوں کو پاک کرنا دین کا پورا کرنا بتایا گیا ہے۔ یہ ایسے نورانی احکام کاملہ ہیں کہ جو ہر جگہ اور ہر وقت عمل میں آسکتے ہیں۔ اور اس میں شخصی شریعت علیحدہ ہے اور دوسروں کے لئے علیحدہ ہے۔ مثلاً

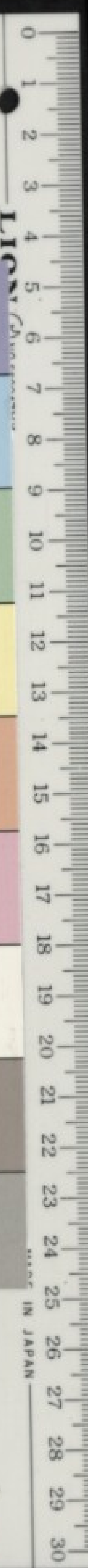
(۱) اگلوں سے کہا گیا تھا کہ خون نہ کر۔ اور جو کوئی خون کریگا وہ عدالت کی سزا کے لائق ہوگا۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنے بھائی پر غصے ہوگا وہ عدالت کی سزا کے لائق ہوگا متی ۵: ۲۱-۲۲۔

(۲) کہا گیا تھا کہ زنا نہ کر۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جس کسی نے بُری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کر چکا۔ متی ۵: ۲۷ و ۲۸

(۳) یہ بھی کہا گیا تھا کہ جو کوئی اپنی بیوی کو چھوڑے اُسے طلاقنامہ لکھدے۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرامکاری کے سوا اور سبب سے چھوڑ دے وہ اس سے زنا کراتا ہے اور جو کوئی اس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا ہے متی ۵: ۳۱-۳۲۔

(۴) اگلوں سے کہا گیا تھا کہ جھوٹی قسم نہ کھا۔ بلکہ اپنی قسمیں خداوند کے لئے پوری کر۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ بالکل قسم نہ کھانا۔ بلکہ تمہارا کلام ہاں ہاں یا نہیں نہیں ہو۔ کیونکہ جو اس سے زیادہ ہے وہ بدی سے ہے متی ۵: ۳۳ و ۳۴ و ۳۷۔

(۵) کہا گیا تھا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا۔ متی ۵: ۳۸ و ۳۹ و ۴۰۔ اور بدی کے عوض بدی نہ کرو یہ شخصی کمال کے لئے ہے نہ کہ بادشاہوں کیلئے۔ کیونکہ وہ ظالم سے مظلوم کا بدلہ لینے کے لئے خدا سے مقرر کئے گئے ہیں۔ (باقی آئندہ) حشمت اللہ۔



## ریویو
## ہماری بائبل اور مسلم علما

جناب پادری غلام مسیح ناشر عدیم المثال اور مبشر ذی کمال کے نام نامی اور اسم گرامی سے کون سا مسیحی نا آشنا ہے؟ مسیحی تو درکنار غیر مسیحی اور بالخصوص اہل اسلام آپکی علمیت اور قابلیت کا لوہا مانتے ہیں۔ آپ کی کتاب۔ "تحقیق الاسلام" نے کل مسلمانوں اور مسیحیوں پر واضح کر دیا ہے کہ آپ نے ہر دو مذاہب کا کس عمیق و دقیق نگاہ سے مطالعہ کیا ہے۔ (۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔) حال ہی میں آپ نے ایک اور کتاب موسوم ہماری بائبل اور مسلم علما تصنیف کی ہے۔ کتاب کیا ہے لعل بے بہا ہے گویا اوراق کتاب میں گوہر نایاب کی لڑیاں پرو دی ہیں۔ جس پر زور قلم سے آپ نے اس کتاب میں جواہر ریزیاں کی ہیں۔ اُن کی توضیح و توصیف سے دہن قلم عاجز ہے۔

پادری صاحب نے یہ کتاب تصنیف کر کے اُن غلط بیانیوں کا ازالہ کر دیا ہے جو کہ کئی اشخاص کو ستاتی رہی۔ آپ نے اس دیرینہ جھگڑے کو کہ انجیل میں تحریف و تنسیخ ہو گئی ہو نہایت ہی عمدہ اور لاجواب طریقہ سے رد کر دیا ہے اور مطالعہ کے بعد زبان سے بے ساختہ آفرین اور مرحبا نکل جاتا ہے۔ آپ نے اپنے براہین قاطع اور دلائل دندان شکن سے تردید کی ہے کہ ان کا جواب دشمنان حق سے ہرگز نہ دیا جائیگا۔ آپ نے انجیل کے ابتدا سے لیکر زمانہ حاضرہ تک کے حالات کو نہایت ہی دلچسپ پیرایہ میں قلمبند کیا ہے اور ظاہر کیا ہے کہ بائبل جوں کی توں ہے۔ ساتھ ہی اس کے اس اعتراض کا بھی کہ اناجیل میں سے چند آیات نکال دی گئیں قلع قمع کر دیا ہے۔ متلاشیان حق اور مسیحیت کے طالب علموں کے لئے ہمارے خیال میں اس سے بہتر اور کوئی کتاب نہیں۔ اس کے مطالعہ سے کئی سربستہ رازوں کا انکشاف ہوتا ہے گویا اس کے مطالعہ کے بعد کوئی شخص انجیل کی تحریف پر زبان نہیں ہلا سکتا۔ اپنی نوع کی یہ پہلی کتاب ہے۔ اردو تو درکنار انگریزی میں بھی کوئی ایسی کتاب ہماری نظر سے نہیں گذری۔

کتاب کے اختتام پر یعنی باب چہارم میں آپ نے کئی مسلم علما کے خیالات عدم تحریف بائبل کے متعلق درج کئے ہیں جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ درحقیقت اہل اسلام بھی تحریف بائبل کے معتقد نہیں۔ بلکہ بقول سر سید احمد خاں ایسے خیالات انہی لوگوں کے تھے جو علم و تحقیق کے اعلےٰ درجہ پر نہیں پہنچے تھے۔" (ملاحظہ ہو صفحہ ۱۸۶) علاوہ سر سید صاحب کے کئی مسلم علماء کے خیالات بھی درج ہیں۔ مثلاً مولنا مولوی عبد اللہ صاحب چکڑالوی قاضی محمد سلیمان صاحب سید احمد حسین صاحب شوکت میرٹھی وغیرہ ساتھ ہی آپ نے احمدیت کے خیالات بھی ظاہر کئے ہیں۔ جن مسلمان اصحاب نے یہ کتاب مطالعہ کی ہے اُن پر ضرور روشن ہو گیا ہوگا کہ وہ کس غلطی میں غلطاں و پیچاں تھے۔

شنیدہ کے بود مانند دیدہ کے مصداق پر کتاب ہذا کی خوبیاں پڑھنے اور غور کرنے سے ظاہر ہوتی ہیں۔ اس لئے ہم کل اصحاب سے ملتمس ہیں کہ آپ ایسی نایاب اور لاجواب کتاب کا ضرور مطالعہ کریں اور جلد طلب فرمائیں (۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔)

بالخصوص ہم مسیحی نوجوانوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ضرور مطالعہ کریں کیونکہ عام طور پر نوجوانوں کو مذہبی معاملات سے کما حقہ واقفیت نہیں ہوتی اور جب کبھی کوئی غیر مسیحی مذہبی سوال کر بیٹھتا ہے تو وہ منہ تکتے رہ جاتے ہیں۔ اگر وہ اس کتاب کا مطالعہ کرلیں تو وہ مسئلہ تحریف و تنسیخ پر حاوی ہو سکتے ہیں۔ باوجود اس قدر خوبیوں کے قیمت صرف ایک آنہ ۶ پیسہ (عہ) علاوہ محصول ڈاک ہو۔ آپ جلد کتاب کو منگوا کر مطالعہ کریں اور اپنے مسلم دوستوں کو دندان شکن جواب دیکر لاجواب کر دیں۔ کتاب مصنف سے مل سکتی ہے۔

پی۔ این۔ بھنوٹ۔ ناور

---

نور افشاں کی توسیع اشاعت کے لئے ضرور کوشش فرماتے رہیں +

## ریویو
## شمسون مخذول

شمسون ایک قدیم زمانہ کا بزرگ ہے۔ خداوند مسیح سے ایک ہزار ایک سو پچاس برس پیشتر یہود میں قاضی ہوا کرتے تھے۔ اُس وقت ایک بہادر شہ زور قاضی ہوا ہے۔ جسکا نام شمسون تھا۔ غالباً یہ وہی زمانہ ہوگا جبکہ فارس میں رستم۔ سہراب اور اسفندیار پہلوان تھے شمسون بڑا پہلوان تھا۔ کوئی اس کے مقابلہ کا اُس زمانہ میں نہ تھا۔ اس کا تذکرہ توریت کی کتاب ۔۔۔۔ القضات میں مرقوم ہے۔ اُسوقت بنی اسرائیل پر فلسطی حکمران تھے۔ جو سخت جابر۔ ظالم حاکم تھے۔ اُن سے چھٹکارا دلانے کو خدا نے شمسون بہادر کو قاضی مقرر کیا۔ یہ قصہ بڑا ہی دلچسپ اور پُر لطف ہے۔ بار بار پڑھنے سے بھی جی نہیں اُکتاتا۔ اس قصہ کو انگلستان کے جادو نگار ملٹن نے نظم کیا ہے۔ ایک تو قصہ عجیب پھر اُسکو ڈرامہ کی صورت میں نقل کرنے والا ملٹن سا سحر نگار۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کیونکر نقل کو اصل کر کے دکھا دیا ہوگا۔ ملٹن اور شکسپیر کے ڈرامے باوجودیکہ صدیوں سے اسٹیج پر دکھائے جارہے ہیں۔ مگر ہر بار اس کا لطف نیا ہی ہوتا ہے۔ لوگ دیکھتے دیکھتے تھکتے نہیں۔ ہمارے ہاں ڈرامے کا علم ہی ہنوز تازہ ہے۔ اور وہ بھی داستان کے ڈراموں کی مثل مخرب الاخلاق جسکا کرنا کرانا۔ دیکھنا دکھانا سب گناہ ہے۔ مگر یہ تواریخی واقعات کے ڈرامے خدا کی عجیب قدرتوں کو ظاہر کرنے والے اور عبرت انگیز ہیں۔ لیکن ان کا لطف کچھ انگریزی خواں ہی جان سکتے ہیں۔ ہندوستانی جو انگریزی سے نابلد ہیں وہ ان سے محروم رہ جاتے ہیں۔

ناظرین جانتے ہیں کہ گذشتہ ایام میں ملٹن کی دو مشہور نظموں پیراڈائز لوسٹ اور پیراڈائز رگینڈ کا اردو ترجمہ منظوم ہمارے قابل برادر مسٹر عیسیٰ چرن صدا نے کیا تھا جسکا

نام فردوس گمشدہ اور فردوس بازیافتہ تھا۔ جو ہاتھوں ہاتھ شائع ہوتے ہی فروخت ہوگیا۔ بلکہ اُن کے دوبارہ شائع کرنے کی نوبت پہنچی اب آپ نے ملٹن کے تیسرے الہامی قصہ کے ڈرامے کو بصورت ڈرامہ منظوم کیا ہے۔ انگریزی میں ملٹن کے اس ڈرامے کا نام ملٹن سیمسن اگونا ٹسس ہے۔ مسٹر صدا نے اُردو میں اس کا نام شمسون محزون رکھا ہے جنہوں نے مسٹر صدا کی پہلی دونوں کتابوں کو دیکھا ہے وہ سمجھ لینگے کہ یہ کتاب بھی کس پیرائے کی ہوگی۔ اول تو یہی کچھ کم قابل تعریف نہیں کہ ملٹن جیسے انگریزوں کے قابلِ فخر مصنف کے ڈرامے کو اُردو لباس کا پہنانا پھر اُسکو نظم میں بیان کرنا۔ نیز مطلب کو ایسا بیان کر دینا کہ کسی طرح اصل میں فرق نہ آوے۔ یہ کام بہت محنت اور لیاقت کا ہے۔ ہرکس وناکس یہ عمل نہیں کر سکتا۔ مسٹر صدا کا دم مسیحی کلیسیا کے واسطے باعث فخر ہے۔ خاصکر پنجابیوں کے واسطے۔ کیونکہ وہ اولڈ بوائے بیرنگ ہیں۔ بیرنگ ہائی سکول باعث مبارکباد ہے جو ایسے قابل اور لائق شاگرد پیدا کرتا ہے۔ خدا نے مسٹر صدا کو اچھا دماغ بخشا ہے محنتی دماغ۔ انہوں نے شمسون محزون لکھ کر اُردو لٹریچر میں اچھا اضافہ کیا ہے۔ میرے خیال میں اس کتاب کی زیادہ تعریف کی ضرورت نہیں۔ جنہوں نے مسٹر صدا کی پہلی دونوں نظمیں دیکھی ہیں وہ اُن سے اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ میں تو مسٹر صدا کی محنت کی داد دیتا ہوں۔ باوجود بڑھاپے کے کام کئے جاتے ہیں۔ ایک ہم ہیں کہ دو چار مصرعے کہنے ہوں تو سر پکڑ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ یعنی بھگانے کو ایسے کہ بس ہم ہی ہم ہیں۔ خیال فرمائے۔

کتاب شمسون محزون، ۵ صفحوں میں ختم ہے یہ صفحات صرف منظوم ہیں۔ ہر ایک صفحہ پر ۲۳ شعر ہیں۔ جو ساڑھے تین ہزار شعر سے زیادہ ہوتے ہیں۔ یہ تو ہمارے زمانہ کے دوسرے فردوسی ہیں۔

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

ناظرین یہ ڈرامہ دیکھنے کے قابل ہے۔ یہ علمی اور سائنٹفک ڈرامہ ہے۔ ہمارے مسیحی جوان اگر اسکو سیکھیں اور سٹیج پر لادیں تب زیبا وری ہے۔ مسرف بیٹے کے قصے کو ایک کھیل تیار کیا ہے شمسون محزون سے کمیاب۔ کاغذ لکھائی چھپائی سب کچھ عمدہ ہے۔ باوجود ان خوبیوں کے قیمت صرف پانچ آنے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صدا صاحب کا مدعا سوداگری نہیں۔ مگر رفاہ عام۔ ذیل کے پتہ سے منگوا کر جلد ملاحظہ فرمایئے۔

مسٹر علیسی چرن صدا ڈپٹی انسپکٹر مدارس منیجر
لاٹوش روڈ لکھنو۔

راقم۔ واعظ

---

# انعامی مقابلہ
## تلاش طلب آیات بائبل

انعام اول پانچ روپیہ۔ انعام دوم تین روپیہ۔ انعام سوم دو روپیہ۔

جملہ پرنسپل وہیڈ ماسٹر صاحبان کی خدمت میں عرض ہے کہ میں مسیحی طالب علموں (لڑکے یا لڑکیاں) کا ایک انعامی مقابلہ کروانا چاہتا ہوں تاکہ وہ اتوار کے دن کو بہتر طور پر استعمال کرنا سیکھیں یعنی ہر اتوار کا کچھ وقت اس کام کے لئے صرف کریں۔ اور روزانہ درسی کام کا ہرج نہ ہو مقابلہ یہ ہوگا کہ ہر ماہ کے لئے بائبل کی تلاش طلب آیات کے پرچے آپ لوگوں کے نام پر روانہ کر دیا کرونگا۔ جتنے طالب علم چھ ماہ کے لئے یعنی جنوری ۱۹۲۶ء سے جون ۱۹۲۶ء تک اس مقابلہ میں شامل ہونا چاہیں اُن کے نام ورقم داخلہ میرے پاس ۲۲ دسمبر ۱۹۲۶ء تک بھیج دیویں تو آتے ہی چھپے ہوئے پرچے آپ کی خدمت میں پہلے ہفتے میں پہنچ جائینگے۔ وہ امیدواروں کو بانٹ دیویں۔ اور تاریخ واپسی سے دو۔ چار دن پہلے اُن سے جمع کر کر میرے پاس بھیج دیویں۔ تاریخ واپسی ان پرچوں پر درج ہوگی۔ اسی طرح جون تک ہر مہینے پرچے آپ کے پاس آیا کرینگے جن باتوں کا اندراج آپ نے یا امیدوار طالب علم نے کرنا ہوگا اُن ہی پرچوں پر سے واضح ہو جائیگا۔ تمام پرچے اُردو (فارسی حروف) میں چھپے ہونگے۔ جو امیدوار سب سے زیادہ آیتیں بلا مدد بیرونی چھ پرچوں میں درست درج کریگا۔ وہ اول مانا جائیگا اور بالترتیب دوسرا اور تیسرا۔ جو امیدوار کسی سکول سے تعلق نہ رکھتے ہوں مگر عمر کے لحاظ سے داخل ہونے کے لائق ہوں۔ وہ اپنے والدین یا سرپرستوں کی معرفت پرچے منگوا سکتے ہیں۔ چھ سے کم پرچے نہیں بھیجے جائینگے۔

## شرائط داخلہ مقابلہ

(۱) تمام مسیحی طالب علم لڑکے یا لڑکیاں، جو پنجاب اور شمال مغربی سرحدی صوبے کے کسی سکول میں پڑھتے ہوں۔

(۲) کوئی امیدوار جو کسی سکول کا طالب علم نہ ہو مگر عمر کے لحاظ سے داخل ہونے کے لائق ہو

(۳) عمر امیدواران ۳۰ جون ۱۹۲۷ء کو اٹھارہ سال سے کم ہونی چاہئے۔

(۴) فیس داخلہ چھ ماہ کے لئے فی امیدوار تین آنہ ہوگی۔ (قیمت چھپوائی پرچہ جات ومحصولڈاک وغیرہ)

(۵) جو امیدوار اپنے نام یا عمر یا دستخط سرپرست میں غلطی کریگا وہ اُس مہینے کے مقابلہ سے خارج سمجھا جائیگا

نوٹ۔ اگر رقم داخلہ اخراجات چھپوائی ومحصولڈاک سے بڑھ گئی تو وہ انعامات کی تعداد اور رقم میں بڑھا دی جائیگی۔

تمام خط وکتابت وترسیل زر ذیل کے پتہ پر ہونی چاہئے۔

**مسٹر ڈی تھتھوئل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ**
**ضلع گورداسپور**

---

## سوت اور کپڑا زیادہ سستا نہ ہوگا۔

لندن ۲۷ نومبر۔ مالکان کارخانجات پارچہ بافی کی مانچسٹر کی انجمن نے ایک بیان شائع کیا ہے کہ سوت اور کپڑے کی قیمتیں آجکل اس قدر ارزاں ہیں کہ جس قدر کہ ہونی ممکن نہیں۔ اور جو خریدار اس خیال سے مال نہیں خریدتے کہ ابھی ارزاں ہوگا۔ غلطی کر رہے ہیں۔

(بندے ماترم)

## ان کا قصور اور ہم معذور

اشاعت سابق میں ہم نے جناب پادری عبدالحق صاحب مبلغ مسیحیت اور مولوی غلام رسول صاحب قادیانی کے درمیان بائبل اور قرآن پر مباحثہ بمقام شہر قصور ہوا درج ہم روئداد پیش کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ ادھر ہم اس کی تمہید ہی بیان کرنے پائے تھے کہ مکرم و محترم جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب قصوری نے جو دوران بحث میں موجود تھے اصل مضمون کا ایک حصہ نور افشاں میں نکال بھی دیا۔ یقین ہے کہ خاکسار کی نسبت وہ اس کام کو ہزار درجہ بہتر طور پر انجام دینے کے اہل ہیں۔ نیز چونکہ میں اہل قصور کا مدعو اور مہمان تھا۔ اس لئے اُن کے احکام کی تعمیل مجھ پر واجب ہے۔ لہٰذا میں بوجہ اس معذوری ادائیگی فرائض سے سبکدوش بھی ہوں اور وعدہ وفا بھی۔ امید ہے کہ منتظمان جلسہ قصور اور ناظرین کرام معاف فرمائینگے۔

خان

---

## کرسمس اور نوروز نمبر

ہم شعرائے کرام اور جملہ نامہ نگاران نور افشاں کو کرسمس اور نوروز نمبر کی یاد دلاتے ہیں۔ بلاشک زندوں کے لئے ہر روز عید اور ہر شب شب چراغ ہوتی ہے۔ مگر عید کرسمس اور نوروز جملہ مسیحیوں کی مجموعی خوشی اور شادمانی کے ایام ہیں جن خوشیوں کے اظہار کے لئے نور افشاں کا کرسمس اور نوروز نمبر وقف ہے۔ ہم نور افشاں کے دوستوں سے متمنی ہیں کہ وہ اپنی حمد و ثنا اور شکر گذاریوں کے تحفے ابھی سے تیار فرما چھوڑیں۔ عام طور سے بچپن پر اور خصوصاً خداوند یسوع مسیح کے بچپن پر۔ آپ کی زندگی و کام و کلام پر۔ اس کی زندگی کی جنگ اور فتوحات پر ایسی نظم و نثر لکھیں کہ جو اُس کی حقیقی عظمت و شان کی اعلےٰ ترجمانی کرینگے

قوی امید ہے کہ نور افشاں کے قدیم و جدید دوست کرسمس و نوروز نمبر کو فراموش نہ کرینگے۔

---

## ۱۹۲۷ء کے لئے رومن اُردو ہندی جنتری

پہلے صفحہ پر نہایت خوبصورت تصویر دنیا کی امید کی چھپی ہے۔ ہر ایک دن کے لئے بائبل کی ہر ایک تاریخ کے ساتھ ایک آیت ہے۔ اتوار کے روز کی آیات سرخ رنگ سے طبع کی گئی ہیں۔ قیمت برائے نام چار آنہ ہے جو صاحبان یہ جنتری منگانا چاہیں وہ این۔ آئی۔ سی ٹریکٹ اینڈ بک سوسائٹی الہ آباد کے سکریٹری صاحب سے طلب فرمائیں ٭

---

## مسیحیوں سے خدا اور زمانہ کا مطالبہ

سلطنت کے نظام میں تبدیلی آنے کے ساتھ ہی مسیحی بالکل بے دست و پا ہو گئے ہیں۔ ان کی فلاح و بہبودی اگرچہ پیشتر ہی معرض خطر میں تھی۔ لیکن اب تو بالکل ہی خوف و خطر سر پر سوار ہو چکا ہے ہزاروں کے شمار سے مسیحی مرتد ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ذمہ دار اصحاب کو بیدار کرنے کے لئے یہ غیبی خدا کی آوازیں ہیں۔ ان کا مطلب بالکل صاف ہے۔ اس کی تفسیر و تشریح کی حاجت نہیں ہے۔ ان سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ کسی کو عیسائی بنانے کے بعد صرف بپتسمہ دیکر چھوڑ دینا ہرگز کافی نہیں خاص سے مسیحیت کی تبلیغ کا فرض پورا نہیں ہو سکتا ہو ہندوستان میں اب ماس موومنٹ کا طرز عمل بہت درجہ تک ہمت افزا نہیں ہے۔ لوگ جیسے سستے نرخ پر عیسائی ہو جاتے ہیں اسی سستے بھاؤ سے وہ مرتد ہو سکتے ہیں۔ مسیحی ذمہ داران

کو آگے بڑھنے کی بجائے موجودہ مسیحیوں کی حفاظت اور اُن کی بہتری اور بہبودی کی مقدور بھر کوشش کرنا چاہئے اگر موجودہ مسیحیوں کی شدھی وغیرہ سے حفاظت کر کے انہیں مسیحیت میں مضبوط کیا جا سکے تو یہ بہت بڑی کامیابی ہوگی۔ جن جن علاقوں میں مسیحیوں کا زیادہ شمار ہے۔ وہاں کے ذمہ دار اصحاب کو نہایت خبردار اور ہوشیار رہنا چاہئے۔ تحریک شدھی کا مقابلہ کرنے کے لئے ابھی سے تیار ہو جانا چاہئے۔ کیونکہ پنجاب میں شدھی کا کام شروع ہونے والا ہے۔

---

## چارہ کو محفوظ رکھنے کا نیا طریقہ

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

اٹک ایک پسماندہ ضلع شمار کیا جاتا ہے اور اس کی چار تحصیلوں میں سے تحصیل تلہ گنگ سب سے زیادہ پسماندہ اور دشوار گذار ہے۔ اس کے بہت سے حصوں میں نشیب سے پیدا ہیں۔ زمین غیر زرخیز اور بنجر ہے۔ اور یہاں جس سال برسات اچھی ہو سیلاب آتے اور جب بارش کم ہو تو قحط پڑنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر اس کے باشندوں کا گذارہ تمام تر مال مویشی اور کھیتوں پر ہے۔ یہاں کے مویشی مضبوط دھنی نسل کے ہیں۔ دیکھنے میں خوشنما۔ ہل چلانے میں ہوشیار اور غلہ لانے میں تیز قدم ہوتے ہیں۔

یہاں کے کسانوں کے پیش نظر یہ مسئلہ ہے کہ خشک سالی میں جب چارہ کمیاب ہوتا ہے۔ اور حیوانات کی قیمت گر جاتی ہے۔ تو اپنے مال مویشی کو کس طرح برقرار رکھے۔ بدقسمتی سے یہاں خشک سالی کا زمانہ زیادہ رہتا ہے۔ تلہ گنگ کے زمینداروں نے کبھی نہیں سُنا تھا کہ بھوسہ کے علاوہ چارہ کا ذخیرہ قائم رکھنے کا اور بھی کوئی طریق ہے۔ جب سال اچھا ہو تو وہ اپنا چارہ جلد ختم کر دیتے ہیں۔ انکو کسی نے یہ سبق نہیں دیا تھا کہ ذخیرہ قائم رکھنے کا بھی ایک طریقہ ہے۔ تاکہ خشک سالی میں تو اُن کے پاس چارہ کا ذخیرہ موجود

رہے۔ بلکہ جو چارہ وہ محفوظ رکھیں۔ اسکی غذائیت میں بھی اضافہ ہو جائے۔ سال رواں میں پہلی مرتبہ ایک اگریکلچرل اسسٹنٹ اس ضلع میں تعینات کیا گیا ہے اور اسکی خدمات کا یہ فائدہ اٹھایا گیا ہے کہ تحصیل تلاگنگ میں ایک مسلسل مہم اختیار کی گئی جس میں چارہ محفوظ رکھنے کا عملی تجربہ ہر ایک زمیندار کے لئے قابل استفادہ بنایا گیا۔ اس تجربہ سے پہلے ابتدائی کام کے طور پر افسران مال نے چند ماہ تک اپنے دورہ کے دوران میں لوگوں کو چارہ محفوظ کرنے کے متعلق سمجھاتے رہے اور ساتھ ہی کوآپریٹو سوسائیٹیوں کے انسپکٹروں اور وٹرنری اسسٹنٹوں کو اس کام کی ترغیب دیتے رہے۔ حسن اتفاق سے اس سال غیر معمولی بارش کی وجہ سے بافراط چارہ پیدا ہو گیا۔ اور ضلع کے دیگر حصوں کے مقابلہ میں یہاں کی فصل خریف خاص طور پر عمدہ ہوئی۔ چارہ کافی ہو گیا بلکہ باقی بھی بچ گیا۔ یہ تجویز تھی کہ جب فصل پکنے کے قریب ہو تلاگنگ میں جو تحصیل کا صدر مقام ہے اتنے افسران نگرانی جمع ہو جائیں جتنے ممکن ہو سکیں۔ مثلاً تحصیلدار۔ نائب تحصیلدار۔ وٹرنری انسپکٹران اور کوآپریٹو انسپکٹران اگریکلچرل اسسٹنٹ نے ان کو چارہ محفوظ رکھنے کا عملی سبق دیا تھا۔ تاکہ ان میں سے ہر ایک اس فن کا ماہر ہو جائے۔ دوسرے دن تمام ذیلدار اور انعام خور اس طرح جمع کئے گئے۔ اور انہیں چارہ دبانا سکھایا گیا۔ اسکے بعد تحصیل کو مختلف حلقوں میں منقسم کیا گیا۔ اور ایک حلقہ میں ۸ ذیلیں شامل تھیں۔ اور ہر ایک حلقہ پر ایک ماہر متعین کیا گیا۔ ہر ایک ذیلدار اپنی اپنی ذیل میں چارہ دبانے کا فن سکھائیگا۔ اور اس کے لئے ایک ماہر سے امداد حاصل کر سکتا ہے یہ قرار دیا گیا کہ جب تک تجربہ جاری رہے۔ اگریکلچرل اسسٹنٹ تحصیل کا دورہ کرتا ہے۔ تاکہ اگر کسی ماہر سے ایسا سوال پوچھا جائے جس کا جواب وہ نہ دے سکے تو وہ ماہر خود اگریکلچرل اسسٹنٹ کی مدد و مشورہ حاصل کر سکے۔ ابتدائی تجربہ سے یہ ثابت ہوا کہ زمیندار اکثر اوقات محکمہ زراعت کے اس وعدہ کا مشکل سے یقین کرتے ہیں کہ جو چارہ زمین میں رکھا جائیگا وہ ایک سال کے اختتام پر نہ صرف وہ بدستور میٹھا اور مویشیوں کے کھانے کے قابل رہیگا۔ بلکہ اسکی غذائیت بھی دوگنا ہو جائیگی۔ یہ اندیشہ ظاہر کیا گیا تھا کہ یا تو چارہ گل سڑ جائیگا یا اسے چوہے۔ سونگ یا زمینی کیڑے چٹ کر جائینگے۔ یہ اندیشہ اسی حالت میں دور ہو سکتا تھا جب چارہ دبانے والے استاد لوگوں کو صبر و تحمل سے سمجھائیں اور ان کا اعتماد حاصل کریں۔

## ۲۸ مقامات پر ۲۷ سو من چارہ محفوظ کیا گیا

مذکورہ بالا انتظام سے قابل ذکر نتائج برآمد ہوئے تحصیل تلاگنگ میں ۸۶ محالات میں اور ۸۰ مقامات پر چارہ زمین میں محفوظ کیا گیا۔ جن دیہات میں بہت زیادہ پراپیگنڈہ کیا گیا وہاں نہ صرف چارہ محفوظ کرنے کے لئے تجرباتی گڑھے کھودے گئے بلکہ ہر ایک نمبردار اپنے اپنے خاص حلقہ میں گڑھا کھودا۔ گڑھوں کی مجموعی تعداد ۱۴۸ ہے اور کل ۲۷ سو من یعنی قریباً ۵۰ ٹن چارہ تیار کیا گیا۔ اب زمیندار دلچسپی سے انتظار کر رہے ہیں کہ کب ایک سال گذرے اور وہ اپنا چارہ نکالیں۔ اگر یہ تجربہ کامیاب ہو گیا تو اس سے کاشتکاروں کو قحط کا مقابلہ کرنے میں بڑی بھاری امداد ملیگی۔ اور چونکہ اس کے ساتھ ہی مویشیوں کی افزائش نسل اور گائیوں کی حفاظت کی بہت سی کوآپریٹو مجالس بنائی گئی ہیں۔ اس لئے دھنی نسل کے مویشیوں کی حالت بہتر ہو جائیگی۔ اور یہ علاقہ جہاں صورت حالات ہمیشہ بدلتی رہتی ہے مستقل طور پر محفوظ ہو جائیگا۔

رگبی ۲۸ نومبر۔ نارتھمبرلینڈ کے کان کنوں نے کل یہ فیصلہ بڑی کثرت رائے کے ساتھ کیا کہ مالکان نے جو کام ½ ۷ گھنٹے مقرر کرنے کی تجویز پیش کی ہے اس کی بنیاد پر راضی نامہ کی بات چیت کی جائے۔ بجز تین اضلاع کے باقی ہر جگہ ضلع وار تصفیہ کرنے کی تجویز نامنظور ہو چکی ہے۔

(بندے ماترم)

## خبریں

ساگوسا کے ہسپتال میں ایک عورت زیر علاج ہے جس نے عرصہ پانچ سال سے کچھ نہیں کھایا۔ اور اب تک زندہ ہے۔ اس مریضہ کا نام اسیلیا برنڈا ہے اسے سنہ ۱۹۲۰ء میں ہسٹیریا کا عارضہ ہوا اور ساتھ ہی دماغ میں بھی فتور آ گیا۔ فروری سنہ ۱۹۲۱ء تک وہ محض دودھ پر گذارہ کرتی رہی۔ لیکن اس کی بدہضمی نے زور پکڑا اور دودھ بھی ناچار چھوڑنا پڑا۔ اسوقت سے آج تک اسکی طاقت کو بحال رکھنے کے لئے مختلف انجکشن کئے۔ مگر خوراک کا ایک حبہ بھی اس کے جسم میں نہ گیا۔

(بندے ماترم)

لنڈن ۲۸ نومبر۔ ڈیلی نیوز راوی ہے کہ فرانس اور اٹلی کی سرحد پر اٹلی نے ۱۵۰ توپیں سان ریمو اور وینٹی مگلا کے مابین چڑھائی ہیں۔ اور پہاڑی سڑک از سر نو تعمیر کی ہے۔ تاکہ توپیں آسانی سے چڑھ سکیں اور بلاک ہوس تیار کئے ہیں۔ اسی طرح فرانس کی طرف سے سرحدی قلعوں کو از سر نو مسلح کیا گیا ہے۔ اور وہاں فوجیں بھیجی گئی ہیں اور سامان سے پیدل پلٹنیں سینٹ مارٹن کو بھیجی گئی ہیں جو سرحد کے قریب ہے۔ میلان کی خبر ہے کہ ۵ ہزار انٹی فیسٹس گرفتار کئے گئے ہیں۔ ان میں ایک سو نیو ڈپٹیوں کے پریذیڈنٹ فیسلا اور ۴۴ سابق ممبران پارلیمنٹ بھی شامل ہیں

( " )

برلن ۲۹ نومبر۔ جبوقت ڈاکٹر لوبے پریذیڈنٹ ریشتاگ چوک کے اندر سوشلسٹ مزدوروں کے ایک مظاہرہ کے سامنے تقریر کر رہا تھا تو ایک ٹریم کار سے ایک شخص نے فائر کیا گولی پریذیڈنٹ کے سر کو چھوتی ہوئی نکل گئی۔ ری پبلکن پارٹی کے ممبروں اور غضبناک ہجوم نے ایک درجن باوردی فسسٹوں کو ٹریم کار سے گھسیٹ کر خوب زدوکوب کیا۔ ری پبلکن پارٹی کے ایک باوردی ممبر نے فیسسٹوں کی حفاظت کی چنانچہ وہ گرفتار کر لئے گئے

( " )

روح القدس ابھی اُن پر نازل نہ ہوا تھا۔ اصل میں ایک طرح وہ روح تو رکھتے تھے۔ کیونکہ ایمان پیدا کرنا روح ہی کا کام ہے۔ اگر وہ مسیح کی روح کو نہ رکھتے تو وہ اس کے نہیں ہو سکتے تھے۔ یہ سب کچھ رکھتے ہوئے بھی انہوں نے ابھی تک پنتیکوست کا دن نہ دیکھا تھا۔ پولس رسول کا یہ سوال کرنا کہ کیا تم نے روح القدس پایا دو باتوں کو ظاہر کرتا ہے۔ (۱) یہ ممکن ہے کہ ایمان لاتے وقت ہی روح القدس کی معموری کا ملجاوے (۲) یہ بھی ممکن ہے کہ روح القدس کی معموری کے بغیر بھی کوئی شخص مسیحی ایماندار ہو۔ پولس نے اُن کو زیادہ تعلیم دی اور صفائی سے اُن کو بات اور زیادہ بتایا تب اُن پر روح القدس نازل ہوا۔ اس سارے ماجرے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ افسی مسیحیوں کو روح القدس ان کی تبدیلی کے بعد ملا اور اس ماجرے کی تصدیق کے لئے افسی ۱: ۱۳ میں رسول یوں لکھتا ہو کہ اُس میں تم پر بھی جب تم نے کلام حق سنا جو تمہاری نجات کی خوشخبری ہے اور اس پر ایمان لائے پاک موعودہ روح کی مہر لگی (اول) وہ ایمان لائے اور ایمان کے کچھ دیر بعد اُن پر مہر لگائی گئی۔ انہوں نے روح کو پایا اور بعد ازاں روح کی معموری حاصل کی۔ ان چار واقعات سے یعنے (۱) مسیح کے شاگردوں سے (۲) سامریوں سے (۳) ساؤل یعنے پولس رسول سے (۴) افسیوں سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ اس زمانہ میں لوگ حقیقی مسیحی تھے وہ بچے ہوئے اور تبدیل شدہ تھے۔ لیکن تو بھی روح پاک کی معموری سے ناواقف تھے۔ یہ علم اور یہ اعلےٰ بخشش اُن کی تبدیلی کے کچھ دیر بعد ان کو مل گئی۔ تو بھی آجکل کئی مسیحی اس بات کو نہ سمجھتے ہوئے انکار کرتے ہیں۔ لیکن ہم کس کا یقین کریں۔ کلام خدا کا یا ایسے معترضوں کا۔ کلام الہٰی صاف فرماتا ہے اس لئے ہم کو کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں۔ پس یہ بالکل ممکن ہے کہ اس زمانہ میں بھی تبدیل شدہ اور بچے ہوئے ایماندار پائے جائیں۔ جیسا کہ پہلے زمانوں میں تھے۔ لیکن روح کی معموری سے واقف نہ ہوں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ان کی زندگی مسیحی زندگی ہو اور ایسی حالت میں مر جائیں۔ اور خدا باپ کے پاس ہمیشہ آرام کے لئے پہنچ جائیں۔ پر اس دنیا میں اس بات کو نہ جانیں کہ روح سے معمور ہونے کے کیا معنے ہیں۔ اگر ایسا ہو تو بڑی ہولناک بات ہے۔ پس کلام سے صاف ظاہر ہے کہ بجائے نئی پیدایش کے ایک اور اعلےٰ بخشش ہے جو مسیحی ہو کر مل سکتی ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک پادری صاحب سے ایک مسیحی نے سوال کیا کہ آپ جیسے اشخاص کنونشن پر ہر سال کیوں جاتے ہیں۔ کیا واعظین آپ کو کنونشن پر کوئی نئی بات بتاتے ہیں؟ وہ سب باتیں تو آپ کو نئے عہدنامہ میں مل سکتی ہیں۔ پادری صاحب نے جواب دیا آپ نے بجا فرمایا ہے۔ لیکن ہم ان سب باتوں کو حاصل کرنے کے لئے ہمیشہ کھوج کرتے رہیں اور انکو اپنے دلوں میں اور زندگیوں میں جگہ دیں۔ مسیح میں خدا کا خزانہ ہے اور ہمارے لئے ہر ایک کا حصہ خدا باپ نے اس میں رکھ دیا ہے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے حصے کو یوں ہی نہ پڑا رہنے دیں بلکہ اُسکو لے لیں۔ کیا ہم نے اس کا دعوےٰ خدا سے کیا ہو اور اسکو حاصل کر لیا ہے۔ اگر اس برکت کی بابت معلوم نہیں ہے تو خدا کے پاک کلام کا مطالعہ کریں۔ اور دست بدعا رہیں۔ جب یہ برکت معلوم ہو گئی تو آرام نہ آئیگا۔ تاوقتیکہ اسکو حاصل نہ کر لیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سکاٹ لینڈ کے بنکوں نے یہ شائع کیا کہ ان کے پاس چار کروڑ پونڈ ایسے جمع ہیں۔ جنکا کوئی دعویدار نہیں . . . . ہے۔ شاید مالک مبلغات فوت ہو گئے ہوں اور پسماندہ وارثان کو پتہ نہ ہو کہ ہمارا روپیہ بنک میں جمع ہے اگرچہ انکو ضرورت تھی۔ اسی طرح بہت سا روپیہ (روح پاک کی معموری) خدا کے خزانہ میں یعنے مسیح میں ہمارے لئے جمع ہے اور ہم بوجہ غفلت اپنا حصہ اس خزانہ سے نہیں لیتے اور وہ حصہ لاوارث پڑا رہتا ہے۔ بعض اصحاب جو زندہ ہیں وہ اپنے حصہ کی بابت خبر نہیں رکھتے کہ ہمارا روپیہ خزانہ میں . . جمع ہے؟ اُنہیں چاہیے کہ بنک جائیں اور اپنا حصہ کھرا کر کے لے لیویں۔ بنک منتظر ہے کہ کب وصول والے حاضر ہوں ہم نے اپنے حصہ کے ساتھ کیا کیا ہے۔ ہم اس کے استعمال کے خود ذمہ دار ہیں۔ یہ یاد رکھنا اشد ضروری ہے کہ محاسب آنے والا ہے متی ۲۵: ۱۹۔

ڈبلیو۔ ایم۔ سوسرایا۔

# ہند کی پولیٹیکل پارٹیاں

آجکل ہمارے ملک میں دو بڑی پارٹیاں ہیں۔ ایک سوراجسٹ جو کونسلوں کے کام میں رکاوٹ ڈالتے ہیں۔ دیگر کونسلوں کے کام کے مددگار۔ جنکو کونسلوں کے حامی کہتے ہیں۔ اگر یہ مان بھی لیا جاوے کہ انگریز اپنی غرض کو مدنظر رکھ کر ہند پر حکومت کر رہے ہیں۔ تاہم ان کی حکومت سے ہند کی بہتری نظر آتی ہے بہ نسبت اس کے کہ ہند کی متضاد عقائد والی قومیں جنکے مذاہب دوسروں کو حقیر جاننے کو روا رکھتے ہیں لڑ بھڑ کر مریں اور ملک میں خانہ جنگی و خونریزی پھیلے۔ جنکی وجہ سے کسی قسم کی بھی ترقی ملک میں نہ ہو سکے۔ انگریزوں کا حکومت کرنا زیادہ بہتر ہے۔ ملکی حکومت کے حصول کے لئے یہ امر لازم ہو چکا ہے کہ اہل وطن مذہبی نفرت چھوڑ کر مسیح کی مخالفوں سے محبت کرنے والی تعلیم کو مانیں۔ اسکے سوا کوئی دوسری صورت ملکی حکومت کے قیام کی نہیں ہے ورنہ ملک اور قوم کی ترقی کے لئے ہمیں غیر ملکی حکومت سے موافقت رکھنا ہوگی۔ اگر انگریزوں سے خوشی سے موافقت نہ رکھی جائے تو جبراً رکھی جاویگی۔ کیونکہ ہند کے لوگوں کے پاس نہ انگریزوں کے برابر علم و ہنر ہو نہ دولت نہ طاقت نہ بحری و بری فوجیں نہ ہوائی جہاز نہ مشین گنیں نہ ہی قومی اتحاد و اتفاق ہے۔ اس آخری کمی کے سبب سے ہند انگریزوں کے ہاتھ میں آگیا ہے۔ اس کی موجودگی میں یہ کسی حالت میں بھی اُنکے ہاتھ سے نہیں چھوٹیگا۔ اس واسطے بوجہ انگریزی ضرب المثل عقلمندی اسی میں ہے کہ دو مصیبتوں میں سے ہلکی مصیبت کو چن لیا جاوے اور کونسلوں میں شریک ہو کر ملک کی بہتری کے قوانین بنائے جاویں اور آہستہ آہستہ ہند کو کینیڈا۔ آسٹریلیا۔ نیوزیلینڈ کا سا درجہ دلانے کی کوشش کی جاوے۔ انگلستان کو

انگلستان کی موجودہ آزاد حکومت دس بیس سال کے عرصے میں نہیں ملی۔ بلکہ ہزار بارہ صد کے عرصہ میں ملی ہے تو اہل ہند کس طرح اس دس بیس سال کے عرصے میں آزاد حکومت لینے کے قابل بن سکتے ہیں۔ پہلے قابل بنیں پھر اسکے لینے کی خواہش کریں۔ جب قابل ہو گئے تو کامیابی کی امید بھی ہو سکتی ہے۔ اور سرکار انگریزی بھی تدریج حکومت دینے کا اقرار کرتی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

## سکریٹری آف اسٹیٹ کا اعلان

جبکہ ۲۰ اگست ۱۹۱۷ء کو سکریٹری آف سٹیٹ فار انڈیا نے ہاؤس آف کامنز میں کہا۔ حضور شہنشاہ معظم کی یہ پالیسی ہے کہ ہندوستانیوں کو ملک کے انتظام کے ہر ایک صیغے میں زیادہ دخل دیا جاوے اور آہستہ آہستہ سیلف گورننگ انسٹیٹیوشنز کو ترقی دیجاوے تاکہ ہند میں جو کہ برٹش ایمپائر کا ایک جزو ہے ذمہ دار حکومت آہستہ آہستہ ہو جاوے۔ مسٹر مانٹیگو سکریٹری آف سٹیٹ فار انڈیا اور لارڈ چیمسفورڈ وائسرائے نے ۱۹۱۸ء کی ہندوستانی کانسٹیٹیوشنل ریفارم کی رپورٹ میں شہنشاہ کے اس اعلان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم حضور شہنشاہ معظم کے ان الفاظ کو اہم اور ضروری سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ہندوستان کی تاریخ میں کبھی کسی کی زبان سے ایسے الفاظ نہیں نکلے۔ ان الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سرکار برطانیہ صاف و صریح الفاظ میں اس امر کا وعدہ اور اقرار کرتی ہے کہ وہ ہندوستان کے تمیز کردہ باشندوں کے ساتھ ایک سی پالیسی برتیگی۔ کیونکہ یقینی واثق ہے کہ ذمہ دار حکومت سب سے اعلیٰ حکومت ہو۔

## انگریزوں کی سلطنت ہندوستان میں کب تک رہیگی!

کوئی انسان کسی بات کے متعلق آیندہ کی بات ٹھیک ٹھیک نہیں بتا سکتا کہ وہ کس دن کس سال میں وقوع میں آئیگی ہر ایک بات کا قائم رہنا یا نہ رہنا اچھے یا بُرے اسباب پر موقوف ہوتا ہے۔ اگر انگریزوں میں مسیح کی محبت اور اُس کے سبب سے بنی نوع انسان سے محبت قائم رہی اور وہ رحم اور انصاف سے ہمیشہ حکومت ہندوستان کا فائدہ مدنظر رکھ کر کرتے رہے اور ہندوستانیوں نے اپنے جھگڑے۔ دشمنیاں۔ تعصب بند کر دیں کیونکہ مسیح کی محبت اس ہمدردی کو جو انسان کو مجبور کرتی ہے کہ دشمنوں سے بھی محبت کرے اختیار کیا تو انگریز ہمیشہ تک ہند میں حاکم رہینگے۔ جیسے کہ حضرت سلیمان نے اپنے امثال میں فرمایا ہے۔ دیکھو کتاب امثال ۲۹: ۴ جہاں پر لکھا ہے کہ بادشاہ عدالت سے اپنی مملکت کو استقلال بخشتا ہے۔ پر وہ شخص جو رشوت لیتا ہے اسکو بگاڑ دیتا ہے پھر دیکھو امثال ۱۶: ۱۲ شرارت کا کام کرنے سے بادشاہوں کو نفرت ہے کہ تخت کی پائیداری صداقت سے ہے۔ نیز دیکھیں امثال ۲۹: ۱۴۔ بادشاہ دیانتداری سے مسکینوں کی عدالت کرتا ہے تو اس کا تخت سدا قائم رہتا ہے۔ دیگر موقع امثال ۲۰: ۲۸ رحمت اور راستی بادشاہ کے نگہبان ہیں۔ بلکہ رحمت ہی سے اُس کا تخت سنبھالا جاتا ہے برعکس اسکے اگر انگریزوں نے مسیحی اوصاف چھوڑ دئیے اور ہندوستانیوں میں وہ اوصاف آ گئے جو مطلوب ہیں تو فوراً ہند کو سوراج ملجاویگا۔ کیونکہ حکومت تو مسیح کی پیروی کرنیوالے کا ہی حصہ ہے خواہ وہ کوئی ہو۔ صاحب قرآن نے بھی اس بات کی شہادت دی ہے کہ مسیح کے پیروں کے دلوں میں شفقت اور رحمت ہے۔ دیکھو سورۃ حدید آیت ۲۷۔ انہیں اوصاف کی وجہ سے مسیح کے پیروں کی بابت خواہ انگریز ہوں یا اہل ہند قرآن میں لکھا ہے کہ وہ قیامت تک حکمران رہینگے۔ دیکھو سورۃ آل عمران آیت ۴۸۔ پس نتیجہ نکلا کہ جیسے کی کامل پیروی جو کہ سراسر محبت ہمدردی خود انکاری پر مبنی ہو اسی کا نتیجہ حکومت ہے۔ خواہ کوئی کرے وہ نہ صرف اپنے نفس پر قابو پا کر اس پر حکمران ہو جاتا ہے۔ بلکہ ان سب پر بھی حکمران ہو جاتا ہے۔ جو مسیح کے پیرو نہیں ہیں۔ اے میرے پیارے ہموطنو کیا آپ اپنے آپ پر غلبہ پا کر اپنے تئیں خداوند مسیح کے تابع کرنے کے لئے تیار ہیں تاکہ وہ آپکو اطمینان قلبی کے ساتھ سوراج دیوے۔ آپ کے لیڈروں سے عموماً مہاتما گاندھی سے خصوصاً جو سوراج کے لئے جدوجہد کرتے تھک گئے ہیں۔ خداوند یسوع مسیح یوں فرماتا ہے:۔

کہ اے تم لوگو جو تھکے اور بڑے بوجھ سے دبے ہو میرے پاس آؤ کہ میں تمہیں آرام دونگا۔ میرا جوا اپنے اوپر لے لو اور مجھ سے سیکھو۔ کیونکہ میں حلیم اور دل سے خاکسار ہوں۔ تم تو اپنے جیون میں آرام پاؤ گے۔ کیونکہ میرا جوا ملائم اور میرا بوجھ ہلکا ہے متی ۱۱: ۲۸-۳۰۔

پھر دیکھیے خود مسیح ان لوگوں کو جو خدا کے احکام کو جو مسیح کی معرفت آئے ترک کر کے دنیاوی مزدوریوں کی فکروں میں (خواہ وہ ادنےٰ ہوں یا اعلےٰ) پڑے ہوئے ہیں۔ یوں فرماتا ہے کہ پہلے تم خدا کی بادشاہت اور اس کی راستبازی کو ڈھونڈو تو یہ سب چیزیں بھی (جن میں سوراج بھی شامل ہے) تمہیں ملینگی۔

راقم۔ جے۔ ڈونیل۔

---

## بوئننگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصہ سے جاری ہے۔ جس نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی پہلی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیرنگرانی کر دی ہیں اور جانخواتین اُسکی مدد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔ شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے بعلاوہ فیس سرکاری شرح ہے۔ متفرق اخراجات عمر ماہوار فی طالب علم ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔ بموجب نئے انتظام چالیس فیصدی غیر مسیحی بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز، کرسی، الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جز کشا ۱عہ سے ۱لعہ تک۔ کروکرول عہ سے عہ تک۔

مزید حالات پرنسپل صاحب و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

---

**قسطنطنیہ** ۲۳ نومبر۔ سر جارج کلارک برطانوی سفیر متعینہ ترکیہ کو شرف حضوری بخشی کر غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے وعدہ کیا کہ ترکی و برطانوی دوستی کو ترقی دینے میں وہ اپنی حکومت کی بذات خاص تائید کرینگے۔

(ریفنے ماترم)

پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب ایم۔ اے نے نیجو نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پیرو پرائٹر کے چھپا ✦